

علامہ محمد اسد اور نظریہ پاکستان کی تعبیر

ڈاکٹر محمد ارشد °

نومسلم دانشور محمد اسد (لیو پولڈینس؛ ۱۹۰۰ء-۱۹۹۲ء) کے تصور و فہمِ اسلام میں دین اور سیاست و حکومت کی یکجانی کوکلیدی اہمیت حاصل ہے۔ محمد اسد کی نظر میں اسلامی نظریہ حیات کو کامل طور سے مسلمانوں کی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے لیے ریاست و حکومت کا قیام ایک ناگزیر ضرورت کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ ترجمہ تفسیر قرآن، شرح بخاری شریف کے علاوہ معاشرے کی اسلامی تشکیل اور ایک حقیقی اسلامی ریاست کے خدوخال، اور اس کے دستور کی توضیح و تشریح، ان کی تالیفات کے اہم عنوان رہے ہیں۔ محمد اسد ایک جدید جمہوری فلاحتی اسلامی ریاست کے قیام کے شدید آرزومند تھے۔ انہوں نے اپنی مختلف تحریروں میں جدید مسلم دنیا میں مغرب کی نہائی کی دوڑ میں سیکولر قومی ریاستوں کے قیام (ترکی، افغانستان، اور ایران)، کے علاوہ موروٹی بادشاہت اور ملوکیت (سعودی عرب میں سعودی بادشاہت) کو سخت تنقید کا ہدف بنایا۔ اسلامی ریاست کے تصور سے اپنی اس گہری وابستگی کے پیش نظر محمد اسد کو تحریک پاکستان کے نصب اعین، یعنی اسلامیان ہند کے لیے ایک جدا گانہ اسلامی مملکت کے قیام سے گہری دل چسپی تھی۔ تحریک پاکستان کے فیصلہ کن مرحلے میں (۱۹۴۷ء-۱۹۴۶ء) اور خصوصاً قیام پاکستان کے ابتدائی برسوں کے دوران میں انہوں نے اپنے آپ کو دو قومی نظریے کی توضیح و تشریح اور جدید اسلامی مملکت کے دستوری اصول کی تجویز و تشریح کے لیے وقف کر دیا۔

تحریک پاکستان کا حقیقی نصب اعین کیا تھا؟، بایان ان پاکستان، خصوصاً علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح کس طرح کا پاکستان قائم کرنا چاہتے تھے؟ محمد اسد نے ان موضوعات پر کھل کر اظہار خیال کیا ہے۔ پاکستان کی نظریاتی اساس کے بارے میں محمد اسد کی آراء و خیالات،

° پروفیسر اور چیئر مین ادارتی بورڈ، اردو دار و معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، مارچ ۲۰۲۲ء

سیکولر قومی ریاست کے قیام کے علم برداروں کی طرف سے مملکتِ پاکستان کی نظریاتی جہت کے بارے میں پیدا کردہ شکوک و شہبادت کے ازالے کے ضمن میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ذیل میں محمد اسد کے تصور و نظریہ پاکستان پر بحث کی گئی ہے:

علامہ محمد اسد کو اسلامی قومیت کے نظریے کی اساس پر مطالبہ و تحریک پاکستان کی صورت میں ایک حقیقی اسلامی ریاست کے قیام سے متعلق اپنے دیرینہ خواب و آرزو کی تعبیر کے واضح طور پر امکانات دکھائی دیے۔^{۱۷} چنانچہ وہ جنگ عظیم دوم کے اختتام پر برطانوی قید سے رہائی پانے کے ساتھ ہی بڑے جوش و جذبے کے ساتھ اس تحریک کے ایک سرگرم داعی و ترجمان بن گئے۔ انھوں نے اپنی تحریروں میں مطالبہ و تحریک پاکستان کی نظریاتی اساس، اس کے حقیقی مقصد و غایت اور نصب اعین کی وضاحت اور تشبیہ کی اور پاکستان کو ایک نظریاتی اسلامی ریاست بنانے کا مقدمہ پوری قوت اور طاقت سے پیش کیا۔ اسی طرح انھوں نے بطور خاص دینی و شرعی اور سیاسی و ملی نقشہ نگاہ سے پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کی ضرورت و اہمیت واضح کی۔

محمد اسد نے بڑی عظیم میں اپنے پندرہ سو لے سالہ قیام (۱۹۳۲ء-۱۹۴۷ء) کے دوران میں ہندو مسلم سیاست کا قریبی مشاہدہ کیا۔ وہ اس ملک کی ہندو اکثریت اور اس کی نمائیدہ سیاسی جماعت کا نگریں کے سیاسی عزم اور بخوبی اس کے متحده وطنی قومیت کے نظریے اور اس کے مضرات سے بخوبی واقف و آگاہ تھے۔ کاٹگری میں دورِ وزارت (۱۹۳۹ء-۱۹۴۷ء)^{۱۸} کی مذہبی اور تعلیمی و ثقافتی پالیسیوں، مزید برآں اس دور میں ہندو آبادی کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کو ہدف بنانے جانے سے بھی وہ باخبر تھے۔ ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں پر ڈھانے جانے والے مظالم ان کی نگاہ سے پوشیدہ نہ رہے تھے۔

^{۱۷} Muhammad Asad, "Construction or Deconstruction?", *Arafat*, 16 (1947), pp. 163-164

^{۱۸} کاٹگری میں دورِ وزارت میں مسلمانوں پر ڈھانے جانے والے مظالم، نیز اس کومنت کی تعلیمی و ثقافتی پالیسیوں کے بارے میں ملاحظہ ہو:

● Khalid bin Sayeed, *Pakistan: The Formative Phase, 1857-1947* (Oxford University Press, 1968) pp. 97-100; ● Syed Mohammad Mehdi of Pirpur, *The Report of the Inquiry Committee appointed by the Council of the All India Muslim League to Inquire into Muslim Grievances in Congress Provinces* (Delhi: Muslim League, 1938). ● 'Pirpur Report': *Report of the Inquiry Committee appointed by the Bihar Provincial Muslim League to Inquire into some Grievances of Muslims in Bihar* (Patna: Bihar Provincial Muslim League, 1939).

دریں حالات وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ اس خطے میں مسلمانوں کے تحفظ و بقا اور احیائے اسلام کی غرض سے ایک آزاد و خود مختار اسلامی مملکت 'پاکستان' کا قیام ایک انتہائی ناگزیر ضرورت کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے خیال میں پاکستان ایسی مسلم مملکت کے قیام کی صورت ہی میں اسلام کو اسلامیان ہند کی زندگی کے جملہ شعبوں میں جاری و نافذ کیا جاسکتا تھا اور ان کی اخلاقی و روحانی زندگی میں انقلاب برپا کیا جاسکتا تھا۔ اسد نے مئی ۷۷ء کو مجلہ Arafat (عرفات) میں (What Do We Mean by Pakistan?) میں ہم پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ / ہم کیسا پاکستان چاہتے ہیں؟ کے عنوان سے اپنا ایک مقالہ شائع کیا، جس میں انہوں نے اپنے تصور و نظریہ پاکستان کو وضاحت سے پیش کیا۔ اس مقالہ میں انہوں نے لکھا:

"I do believe (and have believed it for about fourteen years) that there is no future for Islam in India unless Pakistan becomes a reality; and that, if it becomes a reality here, it might bring about a spiritual revolution in the whole Muslim World by proving that it is possible to establish an ideological Islamic polity in our times no less than thirteen hundred years ago".

میرا عقیدہ ہے اور گذشتہ چودہ سال [۱۹۳۲ء] کے وسط میں پڑھیں میں اپنی آمد کے دنوں] سے میں اس عقیدے پر قائم ہوں کہ ہندستان میں اسلام کا کوئی مستقبل نہیں مساوئے اس کے کہ پاکستان ایک حقیقت بن کر قائم ہو جائے۔ اگر پاکستان واقعًا قائم ہو جاتا ہے تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ جس طرح تیرہ سو سال پہلے ایک نظریاتی اسلامی نظام حکومت (Ideological Islamic Polity) قائم کرنا ممکن تھا، کم و بیش اسی طرح آج بھی ممکن ہے۔

محمد اسد نے مسلمانان ہند کے لیے ایک جدا گانہ مملکت کا مطالبہ قومیت کے مغربی نظریے کی اساس پر نہیں بلکہ اسلامی نظریہ قومیت کی بنیاد پر کیا ہے، کہ جس کے تحت ہر نسلی، لسانی اور جغرافیائی قومیت کو سیاسی اعتبار سے حق خود ارادیت حاصل ہونا چاہیے۔ ان کے نزدیک اسلامیان ہند کے لیے ایک آزاد و خود مختار مملکت کے مطالبہ کی حقیقی و تاریخی علت اور وجہ جواز صرف اور صرف یہ تھی کہ وہ اس ملک کے دوسرے باشندوں (خصوصاً ہندوؤں) سے مختلف لباس پہننے

¹ Muhammad Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", Arafat, 1:B (May 1947), p. 232,233.

اور مختلف زبان بولتے یا پھر مختلف انداز میں علیک سلیک کرتے تھے، یا یہ کہ انھیں آزاد و جدا گانہ مملکت میں زیادہ معاشری موقع کی خواہش اور توقع تھی اور انھیں زیادہ وسیع و کشادہ جگہ کی طلب تھی۔ بلکہ اس کا جواز صرف یہ تھا کہ وہ ایک ایسے ملک میں کہ جہاں غیر مسلموں کی اکثریت تھی اور انھیں سیاسی غلبہ بھی حاصل تھا، مسلمانوں کے لیے حقیقی اسلامی زندگی بسر کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ ایک ایسی مملکت کا قیام ضروری تھا جس میں مسلمان اپنے دین و عقیدے کے مطابق آزادانہ طور پر اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کی تغیری و تشكیل کر سکتے ہوں۔ اسد کے الفاظ میں:

The Pakistan movement....., that the real, historic justification of this movement..... is to be found only in the Muslims desire to establish a truly Islamic polity: in other words, to translate the tenets of Islam into terms of practical life.¹¹

مطلوبہ پاکستان کا اگر کوئی جواز ہے تو صرف یہ کہ ایک ایسی حقیقی اسلامی مملکت قائم کی جائے کہ جہاں عملی زندگی میں اسلامی احکام و شعارات نجیب کیے جائیں۔ اسد کے نزدیک تحریک پاکستان کی جڑیں اسلامیان عظیم کے اس جملی احساس و شعور میں پیوست ہیں کہ وہ ایک نظریاتی قوم ہیں اور ان کا جدا گانہ شخص صرف اور صرف اسلامی نظریہ حیات سے وابستگی کی اساس پر قرار پاتا ہے۔ چنانچہ نہ صرف یہ کہ وہ خود مختار سیاسی وجود کے حق دار ہیں بلکہ ان پر لازم آجاتا ہے کہ وہ اپنے جدا گانہ شخص کے تحفظ و بقا کی خاطر ایسا معاشرتی و سیاسی نظام قائم کریں، جس میں اسلامی نظریہ حیات ان کی اجتماعی زندگی کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر مظہر میں دکھائی دے۔ ان کی نظر میں یہی تحریک پاکستان کا حقیقی و تاریخی نصب لعین ہے۔ اسد کے الفاظ میں:

As far as the Muslim masses are concerned, the Pakistan movement is rooted in their instinctive feeling that they are an ideological community, and have has such every right to an autonomous, political existence..... They feel and know that their communal existence is not, as in other communities, based on racial affinities or on the consciousness of cultural traditions held in common, but only, exclusively, on the fact of their common adherence to the ideology of Islam: and that, therefore, they must justify their communal existence by erecting a socio-political structure in which that ideology, the shari'ah, would become the visible

¹¹ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", p. 233. See also Asad, "Construction or Deconstruction?", p.166.

expression of their nationhood.... This is the real, historic purpose of Pakistan movement the movement's intrinsic objective, the establishment of an Islamic polity in which our ideology could come to practical fruition. ¹

جہاں تک مسلمانوں ہند کا تعلق ہے، تحریک پاکستان کی جڑیں ان کے اس جملی احساس میں پیوست ہیں کہ وہ ایک نظریاتی قوم ہیں اور اسی لیے وہ ایک خود مختار، جدا گانہ سیاسی وجود کے حق دار ہیں۔ بالفاظ دیگروہ محسوس کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کا جدا گانہ تشخص دوسری اقوام کی طرح مشترک نہیں مشاہدتوں [اشتراكات] اور قرابتوں یا مشترکہ ثقافتی اقدار و روایات کے شعور کی بنیاد برقرار نہیں پاتا، بلکہ اسلامی نظریہ و اعتقاد سے مشترکہ وابستگی کی اساس برقرار پاتا ہے۔ پس، ان پر لازم آجاتا ہے کہ وہ اپنے جدا گانہ تشخص کے جواز کی خاطر ایسا معاشرتی و سیاسی نظام قائم کریں، جس میں اسلامی نظریہ اور اعتقاد (یعنی شریعت)، ان کی قومیت کے ہر پہلو اور ہر مظہر میں سب کو دھائی دے..... یہ ہے تحریک پاکستان کا حقیقی و تاریخی نصب الاعین۔ تحریک پاکستان کا اصلی نصب الاعین کیا ہے؟ ایک اسلامی ہیئت حاکمہ کا قیام، جس میں ہمارا نظریہ [حیات] حقیقت کا رنگ روپ اختیار کر سکے۔ ²

محمد اسد نے علامہ محمد اقبال اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کی طرح ³ قومیت کے مغربی تصور کی پر زور طریقے سے نفی و تردید کی اور اسے اسلامی نظریہ حیات سے متصادم قرار دیا ⁴ جب کہ اس کے مقابلے میں اسلامی قومیت کے تصور کو نکھار کر پیش کیا۔ ان (اسد) کے نظریہ اسلامی قومیت

¹ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", Arafat, May 1947, p 235.

² محمد اسد، ”ہم پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟“ (مترجم: سید قاسم محمود)، شاہکار میگزین، مئی ۲۰۰۱ء، ص ۱۷۱
سید ابوالاعلیٰ مودودی نے کانگریس اور اس کے حامی علماء، جن میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدینی بیش پیش کئے، کے تصور تحد و وظی قومیت، جس کی رو سے بر عظیم میں ہے وہ تمام افراد ملاؤن فریق مذہب و ملت ایک قرار دیے گئے، کی پر زور تردید و مخالفت کی اور دلائل و براہین سے اسلامی قومیت کے نظریہ کو جاگر کیا، ملاحظہ ہو: سید ابوالاعلیٰ مودودی، تحریر کا ازادی ہند اور مسلمان حصہ دوم، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۰۳ء)، ص ۱۵-۱۶۔ مولانا حسین احمد مدینی کے نظریہ متحده قومیت کے لیے ملاحظہ ہو: مولانا حسین احمد مدینی، متحده قومیت اور اسلام (دلیل: قومی ایمیٹرست، ۱۹۳۸ء)

³ Asad, "Is Religion a Thing of the Past?", pp. 41-42; • "This Law of Ours", Arafat, (December 1946), p. 10B; • "Construction or Deconstruction?", p. 166, 177, 179-180.

کے مطابق مسلمان ایک نظریاتی ملت ہیں نہ کہ نسلی، لسانی اور جغرافیائی وحدت۔ ان کی قومیت کی بنا صرف اسلام ہے۔ وہ دنیا کی دیگر قوموں کی طرح مشترک نسلی و لسانی مشاہدوں اور قراؤتوں یا مشترکہ ثقافتی اقدار اور روایات کے شعور کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلامی نظریہ و اعتقاد سے وابستگی کی بنیاد پر ایک ملت ہیں۔ وہ مخصوص مسلمان ہونے کی بناء پر، خواہ وہ جغرافیائی اعتبار سے کسی بھی خطے میں آباد ہوں، ایک ملت ہیں۔^① اسد کی رائے میں اسلام مسلمانوں کے جدا گانہ شخص وجود کے چند عوامل و خصائص میں سے صرف ایک عامل نہیں بلکہ وہ تو ان کے وجود کی تاریخی علمت اور ان کی قومیت کی حقیقی و اصلی اساس ہے۔^② وہ واشگٹن الفاظ میں کہتے ہیں:

”فقط ‘قوم’ کے روایجی مفہوم سے ہمیں کوئی نسبت نہیں ہے۔ ہم ایک قوم ہیں لیکن مخصوص اس لیے نہیں کہ ہماری عادات، ہمارے رسوم و رواج، ہمارے ثقافتی مظاہر اس ملک میں بنتے والی دوسری قوموں سے مختلف ہیں بلکہ اس مفہوم میں ایک قوم (ملت) ہیں کہ ہم اپنے ایک خاص نصب اعین (عقیدے اور نظریہ حیات) کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنا چاہتے ہیں۔“^③

”اسلام سے وابستہ ہونا ہی ہمارے جدا گانہ شخص کا واحد جواز ہے۔ ہم کوئی نسلی وحدت نہیں، ہم لسانی وحدت بھی نہیں، ہر چند کہ اردو نے مسلم ہندستان کی زبان کے طور پر کافی ترقی کر لی ہے۔ ہم انگریزوں اور چینیوں کی طرح قوم نہیں ہیں اور نہ اس مفہوم میں قوم بن سکتے ہیں۔^④ ہمارا سیاسی نصب اعین ترکوں، مصریوں، افغانیوں، شامیوں یا ایرانیوں کے موجودہ نصب اعین سے بالکل مختلف ہے۔ تمام مسلم اقوام میں ہم اور صرف ہم مسلمانان ہند ہیں، جو گردش ایام کو پیچھے کی طرف ہٹا کر امت واحده کے اس تصور کی تلاش و جستجو میں بالکل کھڑے ہوئے ہیں، جس کی طرف رہنمائی وہدایت انسان کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کے لیے کر دی ہے۔“^⑤

محمد اسد اسلام کو تحریک پاکستان کا پہلا و آخری حوالہ گردانے تھے ہیں۔ ان کی نگاہ میں جدید دنیائے اسلام میں یہی ایک ایسی تحریک ہے جس کی اساس اور قوت مجرم کہ اسلام ہے اور جس کا واضح

^① Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 235-236.

^② Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp.238-239.

^③ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp.245-246.

^④ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", p. 251.

^⑤ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", p. 236, 237.

نصبِ اعینِ محض ایک قومی وطن کا حصول نہیں بلکہ ایک ایسی ریاست کا قیام ہے جہاں اسلامی نظام کا نفاذ ہو۔^{۱۱۱} ان کے نزدیک مطالہ پاکستان کی غایت اور اس کا حقیقی و آخری نصبِ اعینِ محض مادی خوش حالی اور سیاسی اقتدار کا حصول نہیں بلکہ ایک ایسی ریاست کا قیام ہے جس میں اسلام کامل طور پر برگ و بار لائے۔^{۱۱۲} محض معاشری مفادات کے تحفظ یا صرف ایک قومی وطن کے حصول کی آرزو کو وہ تحریک پاکستان کا منفی اور انتہائی پست و کمزور نصبِ اعین قرار دیتے ہیں۔^{۱۱۳} ان کے نزدیک تحریک پاکستان اپنی ماہیت میں سیکلر نہیں بلکہ سرتاسر ایک نظریاتی تحریک تھی اور اس کی کامیاب مسلم دنیا میں اسلام کے احیاء کا محرك بن سکتی تھی۔^{۱۱۴}

غرض یہ کہ محمد اسد کی نگاہ میں تحریک پاکستان کا نصبِ اعین ایک ایسی ریاست کا قیام ہے جہاں مسلم عوام کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں شریعت کی فرمائروائی قائم ہو۔ اسد کے الفاظ میں ”هم پاکستان اس لیے بنانا چاہتے ہیں کہ اسلام کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں ایک زندہ حقیقت بنادیں۔ ہم پاکستان اس لیے بنانا چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص سچی اسلامی زندگی گزار سکے۔ کسی فرد کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی بس کرنا ممکن نہیں تا وقٹیکہ پورا کا پورا معاشرہ شعوری طور پر اسلام کو ملک کا قانون و دستور نہ بنائے اور کتاب و سنت کے احکام پر صدق دل سے عمل نہ کرے۔ لیکن اس قسم کا اصلی و حقیقی پاکستان کبھی حقیقت کا جامہ نہ پہن سکے گا تا وقٹیکہ ہم اسلامی قانون کو اپنے مستقبل کے لیے اصل اصول نہ بنائیں اور اسلام کے احکام کو اپنے شخصی و اجتماعی طرزِ عمل کی اساس نہ بنائیں۔“^{۱۱۵}

تحریک پاکستان کے تقاضے

دنیا کی کسی بھی سیاسی تحریک کی آئندی یا لوگی، اس کا نصبِ اعین اور معاشرہ و ریاست کی تنظیم و تشکیل سے متعلق اس کا پروگرام خواہ کتنا ہی اعلیٰ وارفع کیوں نہ ہو اس کے کچھ نہ کچھ تقاضے

^{۱۱۱} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 236-239, 248-249.

^{۱۱۲} Asad, "Notes and Comments", Arafat, 1:9 (July 1947), p. 258.

^{۱۱۳} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp.166,233,238.

^{۱۱۴} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 236-238; ● "Construction or Deconstruction?", pp. 153-155.

^{۱۱۵} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp.243-244,258.

اور ابتدائی لوازمات و شرائط ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو پورا کیے بغیر وہ پوگرام عملی طور پر منتقل نہیں ہو سکتا اور حقیقت نہیں بن سکتا۔ اسی طرح کوئی بھی سیاسی و اقتصادی نظام کسی معاشرے میں یا کیا یک وجود میں نہیں آ جاتا اور نہ مناسب تیاری کے بغیر اسے کسی معاشرے میں مصنوعی طور پر جمایا جا سکتا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کے بقول: ”اس کی پیدائش تو ایک سوسائٹی کے اندر اخلاقی، نفسیاتی، تمدنی اور تاریخی اسباب کے تعامل سے طبعی طور پر ہوتی ہے اور اس کے لیے کچھ ابتدائی لوازم (pre-requisites)، کچھ اجتماعی حرکات، کچھ فطری مقتضیات ہوتے ہیں جن کے فراہم ہونے اور زور کرنے سے وہ وجود میں آتی ہے۔ ایک [سیاسی نظام اور طرز] حکومت صرف ان حالات کے اقتضا کا نتیجہ ہوتی ہے جو کسی سوسائٹی میں فراہم ہو گئے ہوں۔ پھر حکومت کی نویعت کا تعین بھی بالکل یہ ان حالات کی کیفیت پر منحصر ہوتا ہے، جو اس کی پیدائش کے مقتضی ہوتے ہیں“۔^{۱۱}

چنانچہ جب معاملہ جدید دور میں ایک اسلامی نظریاتی ریاست کے قیام کا ہو، کہ جسے تحریک پاکستان کے دوران میں اسلامیان بر عظیم نے اپنا مطیع نظر اور نصب العین ٹھہرایا تھا، تو یہ اصول اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے میں تحریک پاکستان کے اس نصب العین کا تقاضا تھا کہ مسلم عوام کو اسلامی ریاست کے قیام کا حقیقی فہم و شعور حاصل ہوتا، انھیں اپنے نظریہ حیات اور مقصد زندگی پر غیر مترنzel یقین ہوتا نیز ان کے مطالبات سے آگاہ ہوتے۔ ان کی سیاسی قیادت اس معیار اخلاق اور سیرت و کردار کی حامل ہو جو اسلام کے مزاج سے مناسبت رکھتا ہے۔ پھر وہ (سیاسی قیادت) اپنی جدوجہد سے معاشرے میں اسلامی طرز فکر اور اخلاقی روح کو پھیلانے کی کوشش کرتی، عوام کے طرز فکر و عمل کو ہر ممکن حد تک اسلام کی روح و مزاج سے ہم آہنگ بناتی۔ مزید برآں وہ مستقبل کی اسلامی ریاست کے اجتماعی نظام کے خدو خال واضح کرتی۔ عوام کو ذہنی طور پر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایثار و قربانی کا درس دیا جاتا۔ یہی اسلامی ریاست کے قیام کا ایک نظری طریقہ ہو سکتا تھا۔^{۱۲}

تھام، واقعی صورت حال یہ تھی کہ اجتماعی حیثیت سے اس وقت مسلمان بہت سی کمزور یوں

^{۱۱} سید ابوالاعلیٰ مودودی، تحریک آزادی بند اور مسلمان، دوم، ص ۱۲۲

^{۱۲} سید ابوالاعلیٰ مودودی، ایضاً، دوم، ص ۱۶۷-۱۷۲

میں بتلاتھے۔ جو ان کی ملی طاقت کو گھن کی طرح کھائی تھیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ ان کا سوادِ عظم اسلام کی تعلیمات اور اس کی تہذیب و معاشرت سے ناواقف تھا۔ ان میں ان حدود کا شعور تک باقی نہ رہا تھا جو اسلام کو غیر اسلام سے ممیز کرتی ہیں۔ اسلامی تربیت کے صدیوں سے فقدان کے سبب ان کے اندر کوئی اخلاقی قوت باقی نہ رہی تھی۔ غرض اسلام سے ان کا تعلق حض رسی اور پیدائشی و موروثی تھا۔ دوسری بڑی کمزوری جس میں وہ بتلاتھے وہ قومی انتشار اور پذیتی تھی۔ ان میں وہ اخلاقی اوصاف ناپید تھے، جو ذاتی مقاصد کو علمی مقاصد پر قربان کرنے پر اکساتے ہیں۔ مسلم قوم، نفس پرستی میں بتلاتھی۔ افلاس، جہالت اور غلامی نے ان کو علمی و اسلامی حمیت وغیرت سے بڑی حد تک محروم کر دیا تھا۔ مزید برآں مسلم قوم دو عملی کاشکار تھی۔ وہ زبانی کلامی اسلام کا دم بھرتی تھی، جب کہ اس کا عمل اسلام سے بہت دور ہٹا ہوا تھا۔ رہتی سہی کسر جدید مغربی تعلیم نے پوری کردی تھی۔ اس تعلیم کے سبب سے جدید نسل کا اپنے آبائی دین سے اعتماد اٹھ گیا تھا۔ جدید تعلیم سے بہرہ ور مسلمانوں کی نئی نسل اسلامی شریعت اور قانون کو فرسودہ و دوراز کار رفتہ، جب کہ مغرب کے تہذیب و تمدن اور اس کے طرز حیات کے ساتھ ساتھ اس کے سیاسی و تعلیمی نظام کی تقلید میں ہی مسلمانوں کی نجات خیال کرتی تھی۔ ⑤

محمد اسد کی نگاہ میں مسلم عوام کی اجتماعی اسلامی و اخلاقی حالت اور اس کی سیاسی قیادت کا طرز فکر و عمل تحریک پاکستان کے اسلامی مقاصد اور ان کے مطالبات اور تقاضوں سے میل نہ کھاتا تھا۔ دریں حالات وہ تحریک پاکستان کے اسلامی مقاصد ”پاکستان کا مطلب کیا: لا اله الا الله“ کے تقاضوں اور مطالبات کی وضاحت اور انھیں سیاسی قیادت کے ذہن نشین کرنے کے لیے کوشش رہے۔ انھوں نے بر ملا طور پر سیاسی قائدین سے دین اسلام کو دل و جان سے اختیار کرنے اور اس کے بارے میں نیم دلائل روایہ ترک کرنے کا تقاضا کیا۔ مزید برآں انھوں نے سیاسی قیادت پر مسلم عوام کی اخلاقی تربیت اور ان کے طرز فکر و عمل کو دین اسلام کے اصول و تعلیمات سے ہم آہنگ بنانے کی ضرورت و اہمیت بھی واضح کی۔ اسد نے مجوزہ اسلامی مملکت کے سیاسی و قانونی اور تعلیمی و اقتصادی

⑤ سید ابوالاعلیٰ مودودی نے تحریک پاکستان کے دنوں میں ملت اسلامیہ ہند کی اسلامی و اخلاقی حالت کا تجزیہ بڑی وقت نگاہ سے کیا تھا۔ ملاحظہ ہو، مولانا مودودی کی کتاب تحریک آزادی ہند اور مسلمان، اول، ص ۵۸-۳۵

نظام کے دستور العمل کی اسلام کے اصول و احکام کی روشنی میں تدوین کی ضرورت و اہمیت بھی واضح کی۔ انہوں نے خاص طور سے اس ضمن میں برتی جانے والی کوتاہی و غفلت اور تحریک پاکستان کے اسلامی مقاصد اور نصب اعین سے برگشتگی و انحراف کے مستقبل میں ظاہر ہونے والے مفہی متاثر و عواقب سے خبردار بھی کیا۔ اسد تحریک پاکستان کے تقاضوں کے بارے میں کہتے ہیں:

...."that the foremost slogan of the Pakistan movement is *La ilaha ill'Allah*; that they are imbued with the desire to establish political forms in which the Muslim world-view, Muslim ethics and Muslim social concepts could find their full expression; and you will ask me, in a somewhat aggrieved voice, whatever I count all this for nothing from the Islamic point of view? As a matter of fact, I do not" count all this for nothing:"I count it for very much indeed. I do believe(and have believed it for about fourteen years) that there is no future for Islam in India unless Pakistan becomes a reality; and that, if it becomes a reality here, it might bring about a spiritual revolution in the whole Muslim world by proving that it is possible to establish an ideological, Islamic polity in our times no less thirteen hundred years ago. But ask yourselves: Are all leaders of the Pakistan movement, and the intelligentsia which forms its spearhead, quite serious in their avowals that Islam, and nothing but Islam, provides the ultimate inspiration of their struggle? Are they really aware of what it implies when they say". The object of Pakistan is *La ilaha ill'Allah*? "Do we all mean the same when we talk and dream of Pakistan"? ☺

[آپ کہیں گے] کہ تحریک پاکستان کا پہلا نعرہ ہی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" مقرر ہوا ہے، یہ کہ انہوں [اسلامیان ہند] نے ایسی سیاست حاکمہ قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جس میں مسلم تصور کائنات، مسلم اخلاقیات اور مسلم معاشرتی افکار [تصورات و نظریات] کامل اظہار کی راہ پاسکیں۔ اور شاید آپ کسی تدریجی سے مجھ سے دریافت کریں گے کہ کیا میں ان سب باتوں کو اسلامی نقطہ نظر سے بے وقت اور غیر اہم خیال کرتا ہوں؟ بات یہ ہے کہ میں ہرگز ہرگز ان کو بے وقت اور غیر اہم خیال نہیں کرتا۔ میری نظر میں یہ بہت وقیع اور اہم ہیں۔ میرا عقیدہ ہے (اور گذشتہ چودہ سال سے میں اس عقیدے پر قائم ہوں) کہ پاکستان ایک حقیقت بن کر قائم ہو جائے۔ اگر پاکستان واقعی قائم

☺ Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", p 232.

ہو جاتا ہے، تو پورے عالم اسلام میں ایک روحانی انقلاب آسکتا ہے، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ جس طرح تیرہ سو سال پہلے ایک نظریاتی اسلامی بیت حاکمہ قائم کرنا ممکن تھا، کم و بیش اسی طرح آج بھی ممکن ہے۔ لیکن ہمیں ایک سوال کا جواب دینا ہوگا: کیا تحریک پاکستان کے تمام قائدین اور اہل دانش جو تحریک کے ہر اول ہیں، کیا وہ اپنے ان دعووں میں سنبھیڈہ اور مخصوص ہیں کہ اسلام، اور صرف اسلام ہی ان کی جدوجہد کا اولیں محرك ہے؟ جب وہ کہتے ہیں کہ ”پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ“، تو کیا وہ اس کا مطلب بھی جانتے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ پاکستان کا نظریہ اور پاکستان کا خواب کیا ہم سب کے ذہنوں میں ایک ہی ہے یا مختلف و متفرق؟^{۱۴}

اسد کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر ہمارے پیش نظر ایک اسلامی ریاست کا قیام ہے تو ضروری ہے کہ ہم قوم کو اس مقصد کے حصول کے لیے اخلاقی حیثیت سے بھی تیار کریں۔ صرف سیاسی جدوجہد اس کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے علمی و فکری، اخلاقی و تہذیبی اور سیاسی، غرض ہر میدان میں کام کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر حقیقی مقصد کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا۔ اسد سیاسی قیادت سے یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ خود اپنے اور عامّۃ النّاس کے طرز فکر و عمل کو اسلامی نظریہ حیات سے زیادہ سے زیادہ ہم آہنگ بنانے کا اہتمام کریں گے تاکہ وہ کل کو اسلامی مملکت کی تبلیغ و تعمیر کے سلسلہ میں گراں بارہ مددار یوں کا بوجھ اٹھا سکیں۔ اسد کو اس حقیقت کا گھرہ ادراک و شعور تھا کہ گو مسلم عوام (اسلامیان ہند) اسلام سے جذباتی وابستگی تو ضرور رکھتے ہیں، لیکن نہ تو اسلامی ریاست کے بارے میں کوئی واضح تصوّر ان کے سامنے ہے اور نہ صحیح معنوں ہی میں وہ اس تصوّر کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں۔ یہ اس لیے کہ صد یوں سے ان کا رشتہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کثلا ہوا ہے اور صد یوں سے وہ ضعیف الاعتقادی اور سیاسی گلبت و ادبار کے عینیں کنوئیں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔^{۱۵}

مسلم قوم کی اجتماعی حالت کی اصلاح کی ضرورت سے متعلق اسد کا کہنا یہ تھا کہ ہمارا

^{۱۴} محمد اسد، ”ہم پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟“ (متربم: سید قاسم محمود)، شاپکار میگزین، عدد ۳ (مئی ۲۰۰۱ء)، ص ۲۰۰۔

^{۱۵} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp.240, 247-249.

موجودہ اخلاقی قد و قامت اس معیار سے بہت پست ہے جس کا تقاضا اسلام ہم مسلمانوں سے کرتا ہے۔ تہذیب کی روح کا ہم میں نہیں ہے۔ ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹ بولنے اور وعدے وعید توڑنے سے ہمیں عار نہیں۔ بد عنوانی، خود غرضی، دھوکا بازی، فریب کاری، خود غرضی اور اقرباً پروری ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ منحصر یہ کہ ہم اپنے وجود کے سرچشمے یعنی اسلامی تعلیمات سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اگر ہم موجودہ اخلاقی پستی سے اوپر اٹھنے کی ذرا بھی کوشش نہ کریں تو ایسے حالات میں ہم کیوں کر اسلامی مملکت پاکستان کے شایان شان شہری بن سکتے ہیں؟ ایسے حالات میں ہم کیوں کر حقیقی اسلامی مملکت قائم کر سکتے ہیں۔ اگر مسلمان اپنے موجودہ طور طریق اور اپنے اخلاقی معیار فوری طور پر تبدیل نہیں کریں گے اور ہر قدم پر شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کی روشن ترک نہیں کریں گے تو نظریہ پاکستان میں سے اس کی روح غالب ہو جائے گی اور یوں پاکستان کو اسلام کی جدید تاریخ میں جو منفرد حیثیت حاصل ہونے والی ہے وہ حاصل نہ ہو سکے گی۔^{۱۱}

محمد اسد تحریک پاکستان کے دنوں میں مسلم عوام کی اخلاقی و روحانی اصلاح اور صحیح اسلامی تربیت (دینی و فکری و عملی) کی غرض سے سیاسی قیادت کے دوش بدش روحانی و نظریاتی قیادت کی موجودگی کو بھی بے حد ضروری خیال کرتے تھے۔ ایسی قیادت جو مسلم عوام کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ کر سکے، فکری و نظری اور عملی میدان میں ان کی رہنمائی کر سکے اور ایک حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کے سلسلہ میں انھیں ایثار اور قربانی پر آمادہ و مستعد کر سکے، جوان میں اسلام کی روح کو سمودے اور انھیں اخلاقی اصولوں کی علم برداری کی نظریاتی جماعت بنادے۔^{۱۲}

اسد کو بخوبی احساس تھا کہ مسلم لیگی قیادت نے مسلم عوام کی صحیح رخ پر تربیت کے معاملہ میں کسی بصیرت اور دُور اندازی سے کام نہیں لیا بلکہ اس ضمن میں اس نے غلطات اور انماض چشم پوشی کا مظاہرہ کیا۔ وہ زبانی کلامی اسلام سے واہستگی کا دم تو بھرتی رہی، لیکن اس نے نہ تو اپنے اخلاق کو اسلامی تقاضوں اور مطالبات کے مطابق ڈھالا اور نہ مسلم عوام ہی کے طرز فکر و عمل کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ اسد نے اس غفلت و کوتاہی پر مسلم لیگی قیادت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا:

^{۱۱} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 252-253.

^{۱۲} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 247-248.

How many of our leaders, and of our intelligentsia in general, have an Islamic polity in view when they appeal to the Muslims to close their ranks and to sacrifice their all, if necessary, for the achievement of Pakistan. But what I blame some of our leaders for, is their apparent inability to rise to the spiritual greatness displayed by the Muslim masses in this decisive hour of their destiny, and deliberately to guide those masses towards the ideal which is fundamentally responsible for their present upheaval. To put it into simple words: our leaders do not seem to make a serious attempt to show that Islam is the paramount objective of their struggle. If the meaning of our struggle for Pakistan is truly to be found in the words *la ilaha ill Allah*, our present behaviour must be a testimony of our coming nearer and nearer to this ideal, that is, of becoming better Muslims not only in our words but in our actions as well. It should be our leaders' duty to tell their followers that they must become better Muslims today in order to be worthy of Pakistan tomorrow. 

جب ہمارے قائدین اور ہمارے اربابِ دانش، حصول پاکستان کی خاطر مسلمانوں سے اتحاد، انخوت، ایثار اور ضرورت پڑنے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کی ایسیں کرتے ہیں، تو ان [میں سے] کتنے ہیں، جن [کے ذہن میں] "اسلامی ہیئت حاکمہ" کا نقشہ کیا ہوتا ہے؟ کیا یہ درست نہیں ہے کہ وہ تحریک پاکستان کے منفی پہلو سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ یہ منفی پہلو نا ممکنات سے ہے، کہ غیر مسلم غالباً کے تحت مسلمانوں کا آزادانہ زندگی گزارنا۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ اکثر و پیشتر تعلیم یافتہ مسلمانوں اور ہمارے اکثر سیاسی لیدروں کے نزد یہ اسلام محض غیر مسلموں سے فرقہ وارانہ چدو جہد میں ایک جنگی تدبیر ہے، بجائے اس کے کہ اسلام مقصود بالذات ہوتا۔ گویا اسلام ہماری منزل مقصود نہیں، ایک منطقی استلال ہے، ایک امنگ نہیں، ایک نعرہ ہے۔ کیا یہ درست نہیں ہے کہ ہمارے اکثر رہنمای نہاد مسلم قوم کے لیے زیادہ سیاسی قوت اور زیادہ معاشی مراعات کے حصول کے لیے کوشش ہیں، بجائے اس کے کہ وہ نام نہاد مسلم قوم کو ایک سچی اسلام قوم بنانے کی کوشش کرتے؟

اسد کا کہنا یہ تھا کہ اگر قائدین تحریک پاکستان واقعٹاً اسلام چاہتے ہیں، اگر وہ واقعی اپنے

 Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", Arafat, May 1947, pp.239-240.

دعوے میں سچے ہیں تو انھیں تحریک پاکستان کے دنوں ہی میں اپنے طرز فکر و عمل کو تبدیل کرنا ہوگا، اس کو اسلامی تعلیمات کے تابع بنانا ہوگا اور اسلام کے بارے میں نیم دلانہ رویہ ترک کرنا ہوگا۔ انھیں اپنے معاشرتی رویے سے یہ ظاہر و ثابت کرنا ہوگا کہ وہ پوری سنجیدگی سے اسلام کو ایک سچا اصول و نظریہ تسلیم کرتے ہیں اور محض اسے ایک سیاسی نعروہ نہیں سمجھتے۔ اسد اپنے رہنماؤں سے یہ توقع رکھتے تھے کہ ان کا طرز عمل اس نظریے کے عین مطابق ہو جس کے تحفظ کا وہ اپنی زبان سے دعویٰ کرتے ہیں۔^{۱۱}

اسد تحریک پاکستان کے دنوں میں ہی مستقبل کی اسلامی مملکت کے سیاسی و معاشری، تعلیمی و معاشرتی اور قانونی وعدالتی نظام کی اسلامی اصول و تعلیمات کی اساس پر تعمیر و تشكیل کے لیے ان شعبوں سے متعلق ایک مفصل دستور العمل کی ترتیب و تدوین کو از حد ضروری خیال کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سیاسی قیادت کو اس سلسلہ میں مسلمان ماہرین قانون اور علماء و دانشوروں پر مشتمل ایک با اختیار مجلس کے قیام کا مشورہ دیا۔ اسدا کہنا تھا کہ اسلامی و نظریاتی قیادت کی ضرورت آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر مسلم لیگ کے اسلامی نصب اعین اور اغراض و مقاصد کو ہماری سیاست پر عملًا اثر انداز ہونا ہے تو اربابِ دانش کی ایک با اختیار مجلس مقرر کرنی چاہیے جو ان اصولوں کی توضیح و تشریح کا فریضہ انجام دے جس پر پاکستان کی بنیاد استوار کی جائے گی۔ مسلمان و اضعین قانون اور اربابِ دانش کو فوراً ذہنی طور پر خود کو تیار کر لینا چاہیے کہئی اسلامی ریاست کا سیاسی نظام کیسا ہوگا؟ کس قسم کا معاشرہ استوار کرنا ہوگا اور قومی مقاصد کیا ہوں گے؟ کیا ہماری ریاست معاصر مسلم ریاستوں کی طرز کی ایک سیکولر قومی ریاست ہوگی یا پھر جدید تاریخ میں اس شاہراہ پر پہلا قدم ہوگا جو انسان کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری انسانیت کو دکھائی تھی؟^{۱۲}

قیام پاکستان اور اسلامی نظریاتی ریاست کیہ تصور کی ترجمانی

محمد اسد نے قیام پاکستان کے بعد اس ملک میں اسلامی نظریاتی ریاست کی تشكیل کا مُقدّمہ بڑی قوت و طاقت سے پیش کیا۔ انہوں نے بڑی درد مندی اور اخلاص سے اس وقت کی

^{۱۱} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 251-252.

^{۱۲} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 249- 250.

سیاسی قیادت اور مسلم عوام کو تحریک پاکستان کے اسلامی مقاصد اور نصب اعینِ ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے خاص طور پر سیاسی قیادت کو تحریک پاکستان کے دوران مسلم عوام سے اس نوازائدہ مملکت کے سیاسی و دستوری، عدالتی و قانونی، معاشرتی اور تعلیمی و اقتصادی نظام کو قرآن حکیم اور تعلیمات نبویؐ پر استوار کرنے کے سلسلے میں کئے گئے وعدوں کے اتفاء کی تذکیرہ و یادداہی کرائی۔

انھوں [اسد] نے تیر ۱۹۴۲ء میں ریڈ یو پاکستان سے نشر ہونے والی اپنی ایک تقریر میں کہا:

Our struggle for Pakistan and our ultimate achievement of independence drew its force from the fundamental desire on the part of Muslims to translate their own world-view and their own way of life into terms of political reality. When we demanded a state in which the Muslim nation could freely develop its own traditions, we demanded no more than our just share of God's earth we asked for no more than to be allowed to live in peace, to build a commonwealth in which the genius of Islam could freely unfold, conferring light and happiness not only on Muslims but also on all the people of other communities who would choose to share our living space with us.^{۱۱}

تحریک پاکستان کے لیے ہماری جدوجہد اور بالآخر ہمارا آزادی حاصل کر لینا، اس سب کی قوتِ محركہ دراصل اسلامیان ہند کی یہ خواہش تھی کہ وہ اپنے مذہب و عقیدے اور تصویرِ حیات و کائنات کے مطابق ایک ریاست قائم کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے ایک ایسی ریاست کا مطالبہ کیا تھا کہ جس میں ملت اسلامیہ آزادانہ طور سے اپنی تہذیبی و معاشرتی اقدار و روایات کو پروان چڑھا سکے۔ ہم نے ایک ایسی مملکت کا تقاضا کیا تھا جس میں اسلام کی عقربیت اور قوت و صلاحیت کامل طور پر آشکار ہو سکے۔

محمد اسد اپنی ایک دوسری تقریر میں فرماتے ہیں:

Our struggle for Pakistan was from its very beginning inspired by our faith in Islam. There is no denying the fact that the Muslims of this sub-continent had a definite ideological goal before themselves when they started on their trek towards an Islamic State. We did not desire a "national" state in the usual sense of the word...^{۱۲}

جب ہم پاکستان کا مطالبہ کر رہے تھے تو ہماری نگاہوں کے سامنے ایک بڑا واضح اور

^{۱۱} Muhammad Asad, "Calling all Muslims: Seven Radio Talks", *Arafat*, no. I (March 1948), p.89.

^{۱۲} Asad, "Calling all Muslims", pp. 98-99.

معین نصب اعین تھا کہ ہم اسلامیانِ عظیم پاک و ہند پنے لیے ایک ایسا ملک حاصل کریں کہ جس میں ہم اپنے تصور کائنات اور اپنے اخلاقی تصورات و معیارات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ ہم نے واضح و متعین طور پر ایک اسلامی ریاست کا خواب دیکھا تھا۔ اس کے سوا ہمارا کوئی اور صحیح نظر اور غایت نہ تھی۔

محمد اسد نے علامہ اقبال اور قائدِ اعظم کے تصور پاکستان کے بارے میں بعض ذہنوں میں موجود ابہام اور الجھاؤ کو دور کرنے پر بھی توجہ دی۔ انہوں نے سیکولر و مغرب زدہ افراد کے اس نقطہ نظر کی تردید و مخالفت کی ہے کہ اقبال اور قائدِ اعظم پاکستان کو ایک سیکولر قومی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ محمد اسد کی رائے میں ان دونوں بانیوں پاکستان نے اسلامیانِ ہند کے لیے آزاد ملکت کا مطالبہ اسلامی قومیت کی بنیاد پر کیا تھا۔ دونوں ایک ایسی مسلم ریاست کے قیام کے متنی اور آرزومند تھے کہ جہاں قانونِ اسلامی یعنی شریعت کی فرمائروائی ہو، مسلمان اپنے دین و عقیدے اور تہذیبی و معاشرتی اقدار و روایات کے مطابق اپنے اجتماعی ادارے تشکیل دے سکیں۔ وہ ایک ایسی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے جہاں اسلامی نظریہ حیات کا بول بالا ہو، اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کا کامل طور سے اظہار ہو۔ دونوں ہی ایک حقیقی اسلامی ریاست کے قیام کے متنی تھے۔ محمد اسد لکھتے ہیں:

Whenever Iqbal spoke of God's Kingdom on earth, and whenever the Quaid-i-Azam demanded a political structure in which the Muslim nation could freely develop its own institutions and live in accordance with the genius of the shari'ah, both meant essentially the same. The goal before them was the achievement of a state in which the ideology common to all of us, the ideology of Islam, would fully come into its own: a polity in which the Message of Muhammad (peace and blessings upon him) would be the foundation of our social life and the inspiring goal of all our future endeavours. The Poet-philosopher put greater stress on the spiritual aspect of our struggle, while the Quaid-i-Azam was mainly concerned with outlining its political aspect; but both were one in their intense desire to assure to the Muslims of India a future on Islamic lines.¹⁰

جب بھی اقبال نے زمین پر خدائی مملکت کی بات کی، یا جب کبھی قائدِ اعظم نے ایک

¹⁰ Asad, "Calling all Muslims", p.98.

ایسے سیاسی ڈھانچے کا مطالبہ کیا، جس میں مسلم قوم آزادی سے اپنے ادارے قائم کر سکے، اور شرعی تصورات کے مطابق اپنی زندگی کو ترتیب دے سکے، تو ان دونوں کا اصل مقصد بھی یہی تھا۔ ان کے سامنے ہدف ایک ایسی ریاست کا حصول تھا، جس میں وہ نظریہ جو ہم سب کے درمیان مشترک ہے، اسلام کا نظریہ، کامل طور پر رُو ہے عمل آسکے: ایک ایسا سیاسی نظام جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ہماری معاشرتی زندگی کی بنیاد ہے اور ہم اپنے مستقبل کے اقدامات کے لیے اسی سے جذبہ حاصل کر سکیں۔ فلسفی شاعر [اقبال]^۱ نے ہماری جدوجہد کے روحاں پہلو پر بہت زیادہ زور دیا، جب کہ قائدِ اعظم کی زیادہ تر توجہ اس کی سیاسی جہت کی خاکہ سازی کی طرف رہی۔ مگر دونوں ہندی مسلمانوں کے لیے اسلامی خطوط پر مبنی مستقبل کا حصول یقینی بنانے کے معاملے میں ایک تھے۔

محمد اسد کا یہ بیان علام محمد اقبال اور قائدِ اعظم کے تصور پاکستان کے بارے میں دانستہ طور پر پیدا کیے جانے والے ابہام کو دور کر دیتا ہے۔ وہ (اسد) اگر علامہ محمد اقبال کے مزاج شناس تھے، تو قائدِ اعظم محمد علی جناح کے افکار و خیالات اور ان کے تقاریر و بیانات سے بھی بخوبی آگاہ تھے۔ ان کے خیال میں قائدِ اعظم پاکستان کو بہر حال ایک اسلامی ریاست ہی بنانا چاہتے تھے: ایک ایسی ریاست جو ہمارے نظریہ حیات (اسلام) سے ہم آہنگ ہو، جس کا دستور اور نظام حکومت (Polity) اسلام کے اصول و تعلیمات پر استوار کیا گیا ہو، جو اجتماعی زندگی کی تعمیر و تشكیل میں قرآن حکیم سے رہنمائی حاصل کرتی ہو۔

محمد اسد کو اس امر کا بھی بخوبی احساس ہے کہ عصر جدید میں ایک اسلامی نظریاتی ریاست کا قیام کوئی آسان کام نہیں۔ اس دور میں، جب کہ چہار ہزاری ولساںی اور جغرافیائی بنیادوں پر وظیفت و قویت کا تصور سکھ رانجی الوقت کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ سیکولر قومی ریاستوں کا مشرق و مغرب میں

^۱ اکرام الحق یاسین (مرتب)، ادارہ اسلامی تعمیر نو (مکملہ احیائے ملت اسلامیہ) جلد ۱، (اسلام آباد: اقبال انٹرنشنل انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ)، ص ۲۸۷۔

² Muhammad Asad, " Islamic Reconstruction", Arafat, (March 1948), p.6; •"Enforcement of Shari'ah in Pakistan", p.5.

دور دورہ ہے۔ بہت سے لوگوں خصوصاً مغرب کے افکار و خیالات، اس کی تہذیب و معاشرت اور سیاسی نظام سے حد درجہ مرعوب و متاثر جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اسلامی نظریاتی ریاست کا تصویر بڑا عجیب و غریب سالگرتا ہے۔ وہ اسے عصر جدید کے تقاضوں اور اس کے میلانات و رجحانات کے بڑا ہی ناموافق نہیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس نظریے کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ ④

بایں ہمہ، اسد اسلامی ریاست کے قیام کے عزم پر مضبوطی سے قائم دکھائی دیتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ موجودہ زمانے میں نظریاتی اسلامی ریاست کا نظریہ کچھ بہت مقبول نہیں، بڑے یقین سے یہ دعوت پیش کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی یہ شان نہیں کہ باقی دنیا کی طرح فتنہ و فساد اور سیکولر قومی ریاست کے قیام کے راستے پر چلے۔ ان کے نزدیک ہم مسلمان ایک نظریاتی ملت ہیں، ایک ایسی ملت جو زندگی کے ایک قطعی نصب اعین اور اخلاقی قدروں کے ایک قطعی پیانا پر متفق ہو۔ لہذا، ہمارا کام یہ ہے کہ اسلام کی ازلی وابدی تعلیمات پر لبیک کہتے ہوئے ایک نظریاتی ریاست کی تاسیس کا بیڑا اٹھائیں۔ ⑤

محمد اسد نے پاکستان میں اسلامی ریاست کے قیام کے مقدمے کو پیش کرتے ہوئے اس کے جواز کے سلسلے میں تین امور کو اپنے استدلال کی بنیاد بنا�ا ہے:

۱۔ اسلامی ریاست کا قیام سراسراً ایک دینی و شرعی ضرورت ہے جس کو پورا کیے بغیر مسلمان سچی اسلامی زندگی نہیں گزار سکتے۔ بدیں وجہ اسلامیان پاکستان کا یہ شرعی فریضہ ہے کہ وہ اسلامی ریاست کے قیام و تبلیغ کا بیڑا اٹھائیں۔ محمد اسد نے مجلہ عرفات کے شمارہ بابت

مارچ ۱۹۷۸ء میں لکھا تھا:

Our Struggle for the attainment of Pakistan has been fought on an ideological platform. We have maintained, and we do maintain today, that we Muslims are a not nation by virtue of our adherence to Islam. To us, religion is not merely a set of beliefs and moral rules, but a code of practical behaviour as well. Contrary to almost all other religions, Islam does not confine itself with influencing the life of the spirit alone, but aims also at shaping all the physical aspects of our life in accordance with the Islamic World-view. In the grand scheme propounded to us in the

④ Asad, "Islamic Reconstruction", pp. 7-8.

⑤ Asad, " Islamic Reconstruction", pp.7-8.

Qur'an and in the Life-example of the Holy Prophet, all the various aspects of human existence - moral and physical, spiritual and intellectual, individual and communal - have been taken into consideration as parts of the indivisible whole which we call "human life". It follows, therefore, that we cannot live a truly Islamic life by merely holding Islamic beliefs. We must do far more than that. If Islam is not to remain an empty word, we must also co-ordinate our outward behaviour, individually and socially, with the beliefs we profess to hold.^{۱۳}

ہم نے قیام پاکستان کے لیے جو جدوجہد کی تھی وہ اسلامی مطہع نظر کے ماتحت کی۔
 ہم نے کہا تھا اور آج بھی کہتے ہیں کہ مسلمان ایک ایسی ملت ہیں جس کا دین اسلام ہے۔ ہمارے نزدیک مذہب کی حیثیت یہ نہیں ہے کہ وہ محض ایک مجموعہ عقائد اور ضابطہ اخلاق ہے۔ وہ محض اس بات پر راضی نہیں ہو جاتا کہ اپنا تعلق صرف عالم روحاںیات سے رکھے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری زندگی کے مادی پہلو بھی اس کے نظریہ حیات کے مطابق ڈھل جائیں۔ قرآن حکیم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں زندگی کا جوز برداشت نظام ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ انسانی زندگی کے جملہ مظاہر اخلاقی اور مادی، روحانی و ذہنی اور انفرادی و اجتماعی کا جامع ہے۔
 ہم (مسلمان) محض اسلامی عقائد کے اقرار سے اسلامی زندگی نہیں بس رکھ سکتے بلکہ ہمیں اپنے اخلاق و کردار اور انفرادی و اجتماعی زندگی کو ہر لحاظ سے اسلام کے نظام حیات سے ہم آہنگ کرنا پڑے گا۔ اسلام کا یہی وہ خاص پہلو ہے جس کی بنیاد پر ہم نے ایک آزاد اور خود مختار ریاست کا مطالبہ کیا، کیونکہ صرف ایک آزاد ریاست ہی میں ہم حکومت و سیاست، قانون اور اجتماعی نظام و نسق کے سارے ساز و سامان کے ساتھ اس نظام کی عملی تعمیل کر سکتے ہیں، جو اسلام نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ یہ ہے وہ نصب اعين جس کی خاطر ہم نے ایک آزاد مملکت کے حصول کی جدوجہد کی۔

- محمد اسد کی رائے یہ تھی کہ پاکستان میں اسلامی نظریاتی ریاست کا قیام احیائے اسلام کے نقطہ نگاہ سے بھی بے حد ضروری ہے۔ تاریخ کے اس اہم موڑ پر جب کہ بہت سے مسلم ممالک

^{۱۳} Asad, " Islamic Reconstruction", p.7.

مغرب کی نوآبادیاتی طاقتون کے تسلط سے آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے، اور کچھ آزاد بھی ہو رہے تھے اور انھیں معاشرہ و ریاست کی تشکیل و تعمیر نو کا کڑا چلنگ درپیش تھا۔ محمد اسد اس خیال کے محرک و داعی بن کر سامنے آئے کہ پاکستان میں حقیقی اسلامی ریاست کا قیام ان ممالک میں اسلامی ریاستوں کے قیام کے لیے ایک زبردست حد پر محرک کا کردار ادا کر سکتی ہے۔ وہ اسلامی ملکوں میں احیائے اسلام کی تحریک کا پیش نیمہ بن سکتی ہے۔ اسد کی رائے میں پاکستان کی حقیقی اسلامی ریاست مسلم ممالک کے مابین اتحاد و یک جہتی کا بھی ایک بڑا موثر ذریعہ بن سکتی ہے اور اتحاد عالم اسلامی کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔^{۱۱}

اسد کا خیال تھا کہ ”اگر ہم پاکستان کے لوگ اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں کہ ہماری ریاست سرتاسر اسلامی ہو اور اگر ہم اس مایوس اور نا امید دنیا کو سچ یعنی بتا سکیں کہ بنی نوع انسان کے تمام سیاسی و اجتماعی امراض کا مداوا، اسلام اور صرف اسلام کے پاس ہے تو ساری دنیا کے مسلمان مجبور ہو جائیں گے کہ جلد یا بدیر ہمارے نقش قدم پر چلیں۔^{۱۲} اسد گویا ”روشن خیال داشت وروں“ کے اس نقطہ نظر کو معقول خیال نہیں کرتے کہ ”دین اسلام کی بنیاد پر کسی ریاست کے لیے مطالبہ، اسلام کے مابین الاقوامی اور عالمگیریت کے پہلو سے باسانی اور پوری طرح سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا۔“^{۱۳}

۳- جناب اسد نے پرزو انداز میں یہ نقطہ نظر پیش کیا کہ پاکستان میں ایک حقیقی اسلامی ریاست کا قیام خود اس ملک کے تحفظ و بقا اور اس کی سالمیت و تکمیل کے لیے بھی از حد ضروری ہے، کیونکہ پاکستان کی مسلم آبادی مختلف نسلی و لسانی قومیتوں کا مجموعہ ہے، جنہیں صرف اسلام سے شعوری اور غیر متزلزل والستگی ہی سمجھا و متحرکہ سکتی ہے۔ صرف اور صرف اسلام ہی ان کے مابین اتحاد و یگانگت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔^{۱۴}

^{۱۱} Asad, "What Do We Mean by Pakistan?", pp. 237-238; /dem "Islamic Reconstruction", pp. 13-14; /dem, "Enforcement of Shari'ah in Pakistan", p.19.

^{۱۲} Asad, "Islamic Reconstruction", pp. 7.13-14.

^{۱۳} اس نقطہ نظر کے حامیوں میں ڈاکٹر منظور احمد غیرہ بھی شامل ہیں۔ ان کے خیالات کے لیے ملاحظہ ہو، کتاب: اسلام: چند فکری مسائل (لاہور: ادارہ ثافت اسلامی، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۰۵-۱۲۹، خصوصاً ص ۱۱۱۔

^{۱۴} Asad, " Enforcement of Shari'ah in Pakistan", p.15.

۳۔ پاکستان کو اپنے قیام کے ساتھ ہی جن گوناں گوں اقتصادی و مالی مشکلات کا سامنا تھا اور عوام کی بھاری اکثریت جس تنگدستی و افلاس سے دوچار تھی، وہ سب حالات ایسے تھے کہ اس نوزائیدہ ملک کے کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاپ میں بہہ جانے کے قوی خدرشات و خطرات موجود تھے۔ دریں صورت محمد اسد پاکستان میں اسلامی نظریہ حیات کی ترویج و استحکام اور اسلام کے نظام سیاست و حکومت اور اقتصادی و سماجی عدل کے قیام کو ان مزعومہ خطرات کے ستد باب کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ ان کے خیال میں کمیونزم، کہ جس نے ایک بڑے طاقت و رنظریہ حیات (آنٹی یا لوگی) کا روپ اختیار کر لیا تھا، کا مقابلہ ایک زیادہ پُرکشش و جاندار نظریہ حیات، یعنی اسلام ہی کر سکتا تھا۔ ۱۱ (جاری)

^{۱۱} Asad, "Enforcement of Shari'ah in Pakistan", p. 20.